باب-02

روح

(Soul)

آدمی کا جسم اگرچہ مٹی سے بنا ہے لیکن اس کے اندر جو جان ہے وہ دراصل اس کی روح ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کی تخلیق کے بارے میں فرمایا،وَنَفَخْتُ فِيهِ مِن رُّوحِي،یعنی اور جب میں اپنی روح اس میں پھونک دوں ، (الحجر:۲۹ اور ص:۷۲)۔چناں چہ انسان میں اللہ تعالیٰ کے اوصاف و کمالات بھرے پڑے ہیں۔ وہ اس کائنات میں موجود تمام اشیاء کے حقائق کو جاننے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ آگ، پانی، نباتات، حیوانات اور جمادات سب سے وہ بہترین استفادہ کرنا جانتا ہے۔جب اس کی روح بلندیوں کی طرف رُوبہ عمل ہو تو وہ پوری کائنات کو تسخیر کر سکتا ہے۔ لیکن یہی انسان اگر اپنی روح کو پستی میں گرادے تو پھر وہ سورج کی، ستاروں کی، آگ کی اور پتھر کی پرستش بھی کرنے لگتا ہے۔

روح ایک غیر مادّی شئے ہے لیکن حیات و علم و قدرت کی اصل اور ان کا مرکز ،یہی روح ہے۔اس لفظ کے مادے میں ہی حرکت و فعل ہے۔ انسانی جسم جو ایک مادی شئے ہے اسے متحرک کرنے میں اسی روح کا اہم کردار ہے۔ اگر روح اپنا کام نہ کرنا چاہے تو پھر جسم مردہ ہو جاتا ہے۔

بین الاقوامی شہرت یافتہ مسلم صوفی فلاسفر شیخ ابن عربیؒ فرماتے ہیں کہ جس میں روحانیت کا غلبہ ہوتا ہے ان کی ہر چیز میں حیات کا جلوہ رہتا ہے۔ان کی خاکِ قدم میں بھی حیات رہتی ہے۔ چناں چہ فرعون کے جادوگر سامری نے بھی روح الامین، جبرئیلؑ کی خاکِ قدم کو سونے کے بچھڑے میں ڈالا تو وہ آواز کرنے لگا۔اس میں سے بھی آثارِ حیات نمایاں ہونے لگے۔۔۔یاد رہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس جب جبرئیلؑ تشریف لاتے تو روایت ہے کہ ان کے گھوڑے کا سُم جہاں بھی پڑتا وہاں کی زمین ہری ہو جاتی۔اُس وقت جادوگر سامری نے اسی "خاکِ قدم" کو استعمال کیا تھا۔

شیخ ابن عربیؒ کے مطابق حضرت عیسیٰؑ میں روحانیت کا غلبہ تھا اس لیے احیاے موتیٰ یعنی مردے زندہ کرنا اور لاعلاج بیماریوں کو شفا دینا، ان کے معجزات میں سے تھے۔اور ایسے ہی بکثرت معجزات ان سے

Siddiqui Publications

نمایاں ہوتے تھے۔ چوں کہ ان کی تخلیق میں باپ کو دخل نہ تھا۔ ماں ہی ماں تھیں لہٰذا ان کی طبیعت میں بہت نرمی اور نرم دلی تھی۔ آپؑ حکم دیتے تھے کہ اگر کوئی تمھارے رخسار پر ایک طمانچہ مارے تو تم اپنا دوسرا رخسار پیش کرو کہ ایک طمانچہ دوسرے رخسار پر بھی مارے۔۔۔ لیکن یہی عیسیٰ علیہ السلام جب قربِ قیامت میں نزولِ جلال فرمائیں گے اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ میں رنگے جائیں گے تو جزیہ بھی لیں گے اور خنزیر کو قتل بھی کریں گے۔

روح سے متعلق اللہ تعالیٰ سورۃ الاسراء کی آیت ۸۵ میں یہ بھی فرماتا ہے کہ **وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُم مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا**، یعنی اور [یہ کفار] آپؐ سے روح کے متعلق سوال کرتے ہیں، فرما دیجیے، روح میرے رب کے حکم سے ہے اور [اس بارے میں] مجھے بہت تھوڑا علم دیا گیا ہے۔

اسی روح کو نفسِ انسانی بھی کہا جاتا ہے۔ انسان کو اپنی روح کی پاکیزگی کے لیے تہذیبِ نفس یعنی Self-Refinement کی بے حد ضرورت رہتی ہے۔ نفس ایک قسم کا حیوان ہے۔ اس کو جائز، ناجائز سے کوئی غرض نہیں ہوتی۔ بس وہ چاہتا ہے کہ جس طرح ہو اس کا مقصد پورا کیا جائے۔ مگر نفس میں ایک قابلِ تعریف صفت یہ ہوتی ہے کہ اس کی اچھی تربیت کرو تو یہ اچھا بھی ہو جاتا ہے۔ کسی چیز کی عادت ڈالی جائے تو پھر وہ اس کے موافق کام کرنے لگتا ہے۔

روح یا نفس کی تہذیب کرنے میں تین عوامل اثر انداز ہوتے ہیں: (۱) انسان میں شیطان کے اور نفس کے خطرات کی وجہ سے "نفسِ امارہ" یعنی شر کی جانب مائل کرنے، شہوات پر اکسانے، اور گناہوں پر آمادہ کرنے والا نفس پیدا ہوتا ہے۔ شیطانی خطرہ، دل میں ایسے آتا ہے جیسے چور کسی کے گھر میں گھسے، یعنی ایک قدم آگے بڑھتا ہے اور پھر ڈر کر پیچھے ہٹتا ہے۔ (۲) جس طرح شیطان، انسان کو گمراہ کرنے میں مسلسل کمر بستہ ہے، اسی طرح فرشتہ نیک مشورہ دینے میں مستقل سرگرم رہتا ہے۔ یہ انسان کو بُرائیوں سے روکتا ہے۔ بھلائی کو بھلائی اور بُرائی کو بُرائی دکھاتا ہے۔ چناں چہ اس امداد کے سبب انسان کا نفس "نفسِ لوامہ" یعنی گناہوں پر شرمندہ کرنے اور توبہ کی طرف مائل کرنے والا ہو جاتا ہے۔ (۳) اور اگر نفس پر رحمانی عطا ہو جائے تو پھر وہ انسان کو معارفِ الٰہیہ سے مالا مال کر دیتا ہے۔ اُس وقت وہ "نفسِ مطمئنہ" یعنی پاکیزہ اور خدا رسیدہ بن جاتا ہے۔ یہ عطائے رحمانی دراصل اللہ کی مدد اور توفیق ہے۔ اس سے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، **يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ - ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً**، یعنی اے اطمینان والے نفس! اپنے رب کے پاس واپس ہو جا، تُو خدا سے راضی تجھ سے خدا راضی، (الفجر: ۲۷، ۲۸)۔

Siddiqui Publications